سید یونس الحسنی

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز؟

(تخت ھزارہ کے مبلغ ختم نبوت غازی سید اطہر علی شاہ صاحب کا فکر انگیز خط)

پاکستان میں کئی مختلف الفکر جماعتیں موجود ہیں جن کے باہمی فروعی و جزوی اختلافات ہیں، کچھ میں بعض اصولوں کی تشریحات و تفہیمات کا فرق ہے۔ لیکن ایک طبقہ اسلام کے ضوابطِ قطعیہ کو مکمل طور پر ترک کر کے نیا رخ اپنا چکا ہے جسے قادیانی جماعت کا نام دیا جاتا ہے۔ جدید تعلیم سے بہرہ ور حضرات کی اکثریت اسلام کے قوانین اصول فروع سے کلیۃً واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے تمام جماعتوں کو عموماً ایک ہی درجے میں رکھتی ہے جس کے سبب دین اسلام اور اہل اسلام کو بسا اوقات شدید نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہ ٹھوس حقیقت ہے کہ جن گروہوں نے اسلامی اعتقادات اور قرآن و حدیث کی نصوصِ قطعیہ کی ہمہ جہتی مخالفت کی ہو اور اس پر ڈٹے ہوئے ہوں انہیں مسلمانوں کا حصہ یا فرقہ سمجھنا انتہائی ضرر رساں اور مذموم فعل ہے۔ جب سے موجودہ حکمران ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بنے ہیں ان کی ایسی ہی ڈھیلی ڈھالی پالیسیوں نے دوگم کردہ راہ جماعتوں کو یہ حوصلہ بخشا ہے کہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک کو اپنے ارتدادی افکار و نظریات کے شکنجے میں جکڑ کر وہ اپنی مرضی کے نتائج اخذ کریں اور مسلمانوں کو راہِ راست سے بھٹکا دیں۔ ایک گروہ نے مقصد براری کے لیے جنسی تعلیمات کے نام پر کام شروع کیا۔ وہ اپنی ویڈیو کیسٹیں سی ڈیز اور لٹریچر کھلے عام تقسیم کر رہا ہے حکومت پنجاب اس کی پوری طرح سرپرستی کر رہی ہے۔ یہ طبقہ مسٹر غلام احمد پرویز کو مفکرِ اسلام مانتا اور اس کے تراشیدہ افکار دینوی فلاح کا ذریعہ گردانتا ہے آخرت پر تو وہ یقین ہی نہیں رکھتا۔ اس پر پھر بات ہوگی، سردست قادیانی گروہ کی تیز رفتار اور اشتعال انگیز حرکات و سکنات موضوع گفتگو ہیں جن کے خلاف ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں مسلمانانِ پاکستان نے زبردست تحریکیں برپا کیں تیرہ ہزار جانوں کا نذرانہ حضور عشقِ رسالت ﷺ پیش کیا اور اس کمینہ صفت طبقے کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا۔ کچھ عرصہ پیشتر سرگودھا ڈویژن کے علاقے تخت ہزارہ میں ان کی خلاف اسلام اشتعال انگیز کارروائیوں کے خلاف علاقہ بھر کے مسلمانوں نے مبلغ ختم نبوت غازی سید اطہر علی شاہ صاحب کی قیادت میں بھرپور تحریک چلائی جس میں چند مسلمان شہید ہوئے اور کچھ قادیانی جہنم واصل ہوئے تھے۔ جھگڑا اس وقت پیدا ہوا جب قادیانیوں نے سنٹرل گورنمنٹ کی ملکیت اراضی پر اپنی عبادت گاہ بنانے کی مذموم سعی کی۔ مزاحمتی تحریک میں شاہ صاحب محترم شدید زخمی ہوئے تھے۔ عدالت میں قادیانی زمین کا کیس بری طرح ہار گئے تھے مگر ان کی طرف سے تادمِ تحریر اشتعال انگیزی میں فرق نہیں آیا۔ حضرت مولانا سید اطہر علی شاہ صاحب مبلغ ختم نبوت کے تازہ ترین خط کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

''صورت حال یہ ہے کہ جس قادیانی عبادت گاہ کے مقدمہ کی پیروی کے لیے میرے ساتھ تشدد ہوا

وہی عبادت گاہ قادیانیوں نے مورچہ بندی کر کے تعمیر کر لی ہے۔ جب کہ محکمہ مال اور کمشنر سرگودھا نے میرے مقدمہ کی سماعت کر کے اس تعمیرہ شدہ عبادت گاہ کی تین کنال اراضی کو نیلام کرنے کا باقاعدہ حکم نامہ جاری کیا ہوا ہے۔ مذکورہ تین کنال اراضی سنٹرل گورنمنٹ کی ملکیت ہے اوران مرتدوں کے قبضہ کرنے سے پہلے پندرہ سال مسلمانوں کی جامع مسجد گلزار مدینہ کے نام سے باقاعدہ مسلمانوں کے استعمال میں رہی۔ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ مقدمہ جیتنے والے ایک مجاہد کو ہجرت کر کے وہ علاقہ ہی چھوڑنا پڑا اور مسجد گلزار مدینہ کی جگہ ایک قادیانی عبادت گاہ ہم کلمہ گو مسلمانوں کا منہ چڑا رہی ہے''

ایک مجاہد تحریک تحفظ ختم نبوت کا خط علاقہ سرگودھا و تخت ہزارہ کے عشق رسالت سے سرشار مسلمانوں کے لیے بالخصوص اور ملک بھر کے اہل ایمان کے لیے بالعموم لمحہ فکریہ فراہم کرتا ہے۔ ایک ایک لفظ ہماری بے بسی بے بضاعتی اور کم ہمتی کا مرثیہ بھی ہے اور ہماری بے اعتنائی، عقیدہ ختم نبوت سے بے وفائی اور عشق تاجدار نبوت ﷺ سے بہ لطائف الحیل گریز پائی کا ماتم بھی۔ ۱۹۲۷ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے شاتم رسول راجپال کے خلاف زبردست تحریک برپا کی تھی۔ ان کی تقریر سے سرمست و مخمور غازی علم الدین شہید نے گستاخ کو مردار کر دیا تھا۔ شاتم رسول انگریز پرنسپل میکلیگن کالج کی ہرزہ سرائی پر ۱۹۳۰ء میں اس کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے دور اول کا آغاز کرتے ہوئے قادیاں میں کانفرنس منعقد کی۔ ۱۹۵۳ء اس تحریک کا دور ثانی اور ۱۹۷۴ء میں دور ثالث تھا جس میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ کے فورم پر آئینی شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے بعد لگتا ہے کہ مسلمان مطمئن ہو کر بیٹھ گئے کہ یہ اپنی موت آپ مرجائیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ اس طبقہ ضالہ نے اپنی حکمت عملی اور طریقہ کار تبدیل کر کے ملک اور امت کے خلاف ہفت رخی سازشوں کا جال پھیلا کر لوگوں کو فکری، نظریاتی اور اعتقادی طور پر یرغمال بنانے کی برق رفتار سرگرمیاں شروع کر دیں مثلاً:۔

☆ وہ مختلف ذرائع سے کئی اعلیٰ حکومتی و محکمانہ عہدوں پر براجمان ہو گئے۔

☆ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے اعلیٰ مناصب پر قابض ہوئے۔

☆ تینوں مسلح افواج اور خفیہ ایجنسیوں کو ہدف بنایا اور بہت سے کلیدی عہدوں تک پہنچ گئے۔

☆ تعلیمی اداروں میں بتدریج داخل ہو کر نژادِ نو کو بہکانے اور ورغلانے کا ڈول ڈالا۔

☆ حقوق انسانی کی نام نہاد عالمی تنظیموں میں اپنی مظلومیت کا رونا رو کر سامراجی طاقتوں سے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈلوانا ان کا مشغلہ ہے۔

☆ دین دشمن این جی اوز کے ذریعے بیرون ملک وطن عزیز کے خلاف معاندانہ پراپیگنڈہ کرنا اور اندرون ملک لوگوں کو ملک کے وجود اور بقا کے متعلق بے یقینی اور تشکیک میں مبتلا کر کے سراسیمگی پھیلانا۔

☆ وفاقی و صوبائی حکومتوں کی ملکیت اراضی پر غیر محسوس طریقے سے قابض ہو کر کفر و ارتداد کے اڈے قائم کرنا۔

قیام پاکستان کے بعد سر ظفر اللہ وزیر خارجہ بعد ازاں ایم ایم احمد منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیرمین رہے جنہوں نے اپنے اختیارات قادیانیت کے فروغ کے لیے استعمال کیئے۔فوج میں جنرل اختر ملک قادیانی نے پوری کوشش کر کے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کرائی۔۱۹۷۱ء میں جنرل عبدالعلی ملک نے تحصیل شکرگڑھ جو قادیاں سے متصل ہے بغیر مزاحمت انڈین آرمی کے سپرد کردی،چھمب سیکٹر میں جنرل افتخار جنجوعہ قادیانی نے کمان سنبھال کر فوج کی پیش قدمی رکوادی اور خود حادثہ یا کسی غیرت مند کا نشانہ بن کر فی النار ہوگئے۔حکومت پاکستان کا معاملہ دیکھیے کہ چھمب کا نام اسی قادیانی کے نام پر افتخار آباد رکھ کر ایک غدار کو خراج پیش کیا۔ظفر چودھری فضائیہ کے سربراہ بنے تو قادیانیوں کے سالانہ جشنِ ارتداد پر مرزا ناصر کو فلائی پاسٹ پیش کیا۔ان سب نے اپنے شعبوں میں بہت سے قادیانی نوجوانوں کو گھسیڑا جو آج تک وطن دشمنی میں مصروف ہیں۔میڈیا میں خالد اقبال یاسر،نجم سیٹھی،خالد احمد اور ثاقب زیروی،جن میں آخرالذکر فی النار ہو چکے اور دیگر حیلے بہانوں سے اپنی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ان میں شاعر،نثر نگار حضرات ہیں جو جیلانی کامران کی قیادت میں سرگرم عمل ہیں۔قانون دانوں کے حلقے میں عاصمہ جہانگیر انتہائی زبان دراز ہے اسکی چھوٹی بہن حنا جیلانی بھی اسی راستے کی مسافر۔یہ مشہور قادیانی وکیل مجیب الرحمان کے ہمرکاب ہوکر انسانی حقوق کے نام پر لوگوں کے بسے بسائے گھر اجاڑنے میں گردش لیل ونہار کے ساتھ مصروف کار ہیں۔آج کل اقوام متحدہ کی چھڑی لے کر افغانستان کی دھوپ چھاؤں میں سرگرداں ہیں۔قادیانی پنت کے ایک ہیرو ڈاکٹر عبدالسلام تھے جو پاکستان کے ایٹمی سائنسدان تھے۔یہاں سے کھاتے پیتے پہنتے لیکن یہود ونصاریٰ کے لیے ہمارے ایٹمی پروگرام کی جاسوسی کرتے رہے۔یہ ایک گرانڈیل حقیقت ہے کہ قادیانی بزرجمہر چاہے جس شعبۂ زندگی میں ہوں وہ غیر ملکی پے رول پر ہوتے اور انہی کی چاکری کرتے ہیں پاکستان کے ساتھ انہیں کبھی کوئی ہمدردی نہیں رہی۔ان کی ہمیشہ کوشش رہتی ہے کہ ملک میں کہیں نہ کہیں ہلچل موجود رہے۔اس سلسلے میں وہ انتہائی حساس معاملات میں دخل اندازی سے بھی قطعاً جھجک محسوس نہیں کرتے۔حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا ایک قصہ جواوکاڑہ کے دفاعی زمین کے مزارعین اور فوج میں چل نکلا تھا اسے اپنے دامن سے انہی ناہنجاروں نے ہوا دی تھی۔شورسن کر عاصمہ جہانگیر فوراً آ براجی اور انجمن مزارعین کی داغ بیل ڈال کر ان کے مفروضہ حقوق کے لیے محاذ آرائی شروع کردی جس سے ایک قیمتی جان ضائع ہوئی۔پھر اس انداز سے فوج کو بلیک میل کرنے کی کوشش شروع کردی اس کام کے لیے اس نے خاص رقم بھی چند لوگوں میں تقسیم کی۔فروختنی ضمیر ہر جگہ ہوتے اور مل جاتے ہیں سو اسے بھی مل گئے۔وہ تو بھلا ہوا ایک بریگیڈیر صاحب کا جنہوں نے کمال فراست سے اس غبارے کو ٹھس کردیا اور عاصمہ کو وہاں سے بے نیل مرام لوٹنا پڑا۔آج صدر پرویز کے پرنسپل سیکرٹری اور کلاس فیلو مسٹر طارق عزیز قادیانی تمام سیاستدانوں کو ننگی کا ناچ نچوار ہے ہیں ایسے ہی گھس بیٹھے لوگوں کی وجہ سے تین ساڑھے تین لاکھ کی آبادی نے ملک کی ۹۵ فیصد آبادی کو یرغمال بنا رکھا ہے۔انہی کی ہلاشیری پر وہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا کرتے اور جوابی کاروائی پر حقوق کی پامالی کا رونا روتے ہیں۔یہ ان کا پرانا طریقہ ہے جسے جدید انداز سے استعمال کر رہے ہیں۔ (باقی صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں)